بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

بنام آں کہ او نامے ندارد  بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

# خلقت نور محمدؐ و حجابات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

ان الله تبارك وتعالیٰ خلق نور محمدؐ صلی الله علیه وآله قبل ان خلق السموات والارض والعرش والکرسی واللوح والقلم والجنّة والنّار وقبل ان خلق آدمؑ ونوحاؑ وابراهیم واسحٰق ویعقوب الی قوله وهدینا هم الی صراط مستقیم وقبل ان خلق الانبیاء کلّهم باربعة مایة والف واربع وعشرین الف سنة وخلق عزوجل معه صلی الله علیه وآله اثنی عشر حجابا حجاب القدرة وحجاب العظمة وحجاب المنة وحجاب الرحمة وحجاب السعادة وحجاب الکرامة وحجاب المنزلة حجاب الهدایة وحجاب النبوة وحجاب الرفعة حجاب الهیبة وحجاب الشفاعة ثم جلس نور محمّد صلی الله علیه وآله فی حجاب القدرة اثنی عشر الف سنة وهو یقول سبحان الله ربی الاعلیٰ وفی حجاب العظمة احد عشر الاف سنة وهو یقول سبحان عالم السرّ وفی حجاب المنة عشر الاف سنة وهو یقول

بہ تحقیق کہ خدائے بزرگ و برتر نے نور محمدؐ کو آسمانوں زمین، عرش وکرسی، لوح وقلم اور جنت و جہنم کی خلقت سے پہلے اور آدمؑ و نوحؑ، ابراہیم واسحٰق و یعقوب کی خلقت سے پہلے حسب ارشاد باری کہ ہم نے ان کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی و نیز تمام انبیاء کی خلقت سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال قبل پیدا کیا اور اس نور کے ساتھ خداوند تعالیٰ نے بارہ حجاب یعنی حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت، خلق فرمائے۔ پھر نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجاب قدرت میں بارہ ہزار سال قیام عطا فرمایا جہاں وہ سبحان اللہ ربی الاعلیٰ کہتا رہا اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان عالم السر کہتا رہا ——— اور حجاب منت میں دس ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان من هو قائم لا یلهو کہتا رہا۔

سبحان من هو قائم لا يلهو وفی حجاب
الرحمة تسعة الاف سنة وهو يقول
سبحان الرفيع الاعلىٰ وفی حجاب السعادة
ثمانية آلاف سنة وهو يقول سبحان من
هو دائم لا يسهو وفی حجاب الكرامة سبعة
الاف سنة وهو يقول سبحان من هو غنی
لا يفتقر وفی حجاب المنزلة ستة الاف سنة
وهو يقول سبحان ذی العرش العظيم و
فی حجاب النبوة اربعة الاف سنة وهو يقول
سبحان رب العزة عما يصفون وفی حجاب الرفعة
ثلاثة الاف سنة وهو يقول سبحان ذی
الملك والملكوت وفی حجاب الهيبة الفی
سنة وهو يقول سبحان الله وبحمده فی
حجاب الشفاعة الف سنة وهو يقول سبحان
ربی العظيم وبحمده ثم اظهر عز وجل
اسمه على اللوح فكان على اللوح منوراً
اربعة الاف سنة ثم اظهره على العرش
فكان على ساق العرش مثبتاً سبعة
الاف سنة الى ان وضعه الله فی
صلب آدم عليه السلام[ع۱]

اور حجاب رحمت میں نو ہزار سال سبحان الرفیع
الاعلیٰ کہتا رہا اور حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال
سبحان من ہو دائم لا یسہو کہتا رہا۔ اور حجاب کرامت
میں سات ہزار سال رہا۔ جہاں وہ سبحان من ہو غنی
لا یفتقر کہتا رہا اور حجاب منزلت میں چھ ہزار سال
سبحان ربی العلی الکریم کہتا رہا اور حجاب ہدایت
میں پانچ ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان ذی العرش
العظیم کہتا رہا۔ اور حجاب نبوت میں چار ہزار سال
سبحان رب العزت عما یصفون اور حجاب
رفعت میں تین ہزار سال سبحان ذی الملک و
الملکوت کہتا رہا اور حجاب ہیبت میں دو ہزار
سال سبحان اللہ وبحمدہ کہتا رہا اور حجاب شفاعت
میں ایک ہزار سال رہا جہاں وہ سبحان ربی العظیم
وبحمدہ کہتا رہا پھر خدائے عز وجل نے ان کے نام کو
لوح پر ظاہر کیا جہاں یہ چار ہزار سال درخشاں رہا۔
پھر اس نور کو عرش پر ظاہر کیا اور یہ ساق عرش پر
سات ہزار سال ثابت رہا یہاں تک کہ خدا نے اس
کو صلب آدم میں قرار دیا۔

(بحر المعارف ص ۲۷۳)

---

ع۱ اس ارشاد میں جن سالوں کا ذکر ہے ان کی تشریح نہیں ہے کہ ہر سال کی وسعت کس قدر تھی۔ چونکہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ نہ آسمان و زمین تھے نہ آفتاب و ماہتاب لہٰذا یہ نہ شمسی سال تھے اور نہ قمری بلکہ یہ نوری سال تھے جن کی وسعت کے خداوند عالم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام ہی عالم ہیں۔

# حجاب و
# ماورائے حجاب

زید ابن وہب سے روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام سے حجابوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا :-

الحجب سبعة غلظ كل حجاب منها مسيرة خمس مائة عام والحجاب الثاني سبعون حجابا بين كل حجابين مسيرة خمسمائة عام حجبت كل حجاب منها سبعون الف ملك قوة كل ملك منهم قوة الثقلين منها ظلمة ومنها نور ومنها نار ومنها دخان ومنها سحاب ومنها برق ومنها رعد ومنها ضوء ومنها رمل ومنها جبل ومنها عجاج ومنها ماء ومنها انهار وهي حجب مختلفة غلظ كل حجاب مسيرة سبعين الف عام ثم سرادقات الجلال وهي ستون سرادقا في كل سرادق سبعون الف ملك بين كل سرادق مسيرة خمسمائة عام ثم سرادق العز ثم سرادق الكبرياء ثم سرادق القدس ثم سرادق الجبروت ثم سرادق الفخر ثم سرادق النور الأبيض ثم سرادق الوحدانية وهو مسيرة سبعين الف عام ثم حجاب الاعلى ؛

حجاب سات ہیں جو بڑے گہرے ہیں ان میں سے پہلا حجاب پانچسو سال کی راہ کے برابر ہے حجاب ثانی ستر حجابوں پر مشتمل ہے جس کے ہر دو حجابوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے ان میں سے ہر حجاب میں ستر ہزار فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ کی قوت ثقلین کی قوت کے برابر ہے یہ حجاب ظلمت، نور، نار، دخان، بادل، برق، رعد، ضو، رمل (بالو) پہاڑ گرد، پانی اور انہار کے ہیں یہ حجاب ایک دوسرے سے مختلف اور گہرے ہیں۔ ہر حجاب کی گہرائی ستر ہزار سال کی مسافت پھر سرادقات جلال (پردے) ہیں۔ جو تعداد میں ساٹھ ہیں۔ ہر پردہ میں ستر ہزار ملک ہیں اور ایک پردہ سے دوسرے پردہ تک پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ پھر سرادق عزت ہے۔ پھر سرادق کبریا پھر سرادق قدس پھر سرادق جبروت پھر سرادق فخر پھر سرادق نور سفید پھر سرادق وحدانیت ہے۔ جس کی گہرائی ستر ہزار سال کی مسافت ہے پھر حجاب اعلیٰ ہے۔

(بحر المعارف ص۲۷۲)

اس کے بعد حضرت نے سکوت فرمایا۔ اس وقت حضرت عمر بھی وہاں موجود تھے کہنے لگے کہ اے ابوالحسن میں اس دن کے لئے زندہ نہ رہوں کہ آپ کو نہ دیکھوں۔

# خلقت محمدؐ و آل محمدؐ و میثاق انبیاء

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

ان اللہ تبارك وتعالیٰ احد واحد تفرد فی وحدانیة ثم تکلم بکلمة فصارت نوراً ثم خلق من ذلك النور محمد صلی اللہ علیه وآله وخلقنی وذریتی ثم تکلم بکلمة فصارت روحاً فاسکنه اللہ فی ذلك الروح واسکنه فی ابداننا فنحن روح اللہ وکلماته وبنا احتجب عن خلقه فما زلنا فی اظلة خضراء حیث لا شمس ولا قمر ولا لیل ولا نهار ولا عین تطرف نعبده ونقدسه ونسجده ونسبحه قبل ان یخلق الخلق واخذ میثاق النبین لما آتیتکم بالایمان والنصرة من کتاب وذلك قوله تعالیٰ " واذا اخذ اللہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه۔

بہ تحقیق کہ اللہ تعالیٰ احد اور واحد ہے۔ وہ وحدانیت میں یکا و تنہا ہے پس اس نے ایک کلمہ سے تکلم فرمایا جو سب نور ہی نور تھا پھر اس نے اس نور سے محمد صلعم کو مجھ کو اور میری ذریت کو خلق فرمایا پھر ایک کلمہ میں تکلم فرمایا جو سب روح ہی روح تھا پھر اللہ نے اس روح کو ہمارے ابدان میں ساکن کیا پس ہم روح خدا اور اس کے کلمات ہیں اور ہمارے ہی سبب سے ہم کو مخلوق سے پوشیدہ رکھا اور ہم ہمیشہ (اس کی رحمت کے) سبز سایوں میں رہے اس وقت نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب نہ لیل و نہار تھے اور نہ کوئی آنکھ تھی کہ دیکھ سکے ہم اس وقت اس کی بندگی اور تسبیح و تقدیس بجا لاتے اور اس کی بزرگی کا اقرار کرتے تھے یہ اس وقت تھا جب کہ کوئی مخلوق خلق نہ ہوئی تھی اس نے انبیاء سے اس بات پر میثاق لیا کہ ہم پر ایمان لائیں اور ہماری نصرت کریں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے کہ جس وقت خدا نے انبیاء سے عہد لیا تھا کہ جب تمہیں کتاب و حکمت عطا ہوگی اور ایک رسول تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا آئے گا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔

(بحر المعارف ص۳۵۱)

# افضل منزلت حضرت علی علیہ السلام

سلیم ابن قیس سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک شخص حاضر ہوا اور ہم نے یہ گفتگو سنی۔

سائل : اخبرنی یا امیرالمومنین بافضل منقبۃ لک

امیرالمومنین :۔ ما انزل اللہ بکتابہ

سائل: وما انزل فیک

امیرالمومنین :۔ قولہ تعالیٰ "افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ" انا الشاہد علی رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وقولہ "ومن عندہ علم الکتاب" ایای عنی ولم یدع شیئ مما ذکر اللہ فیہ الا ذکری۔

سائل، فاخبرنی بافضل منقبۃ لک من رسول اللہ۔

امیرالمومنینؑ :۔ نصبہ ایای بغدیرخم بالولایۃ من اللہ عزوجل بامر اللہ تبارک وتعالیٰ وقولہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ و سافرت مع رسول اللہ وذلک قبل ان تؤمر النساء بالحجاب وانا اخدم رسول اللہ لیس لہ خادم غیری وکان لرسول اللہ لحاف لیس لہ لحاف غیرہ ومعہ عائشۃ فکان رسول اللہ ینام بینی و بین عائشۃ ولیس اللحاف الفراش الذی تحتنا ولیقوم رسول اللہ فیصلی فاخذتنی الحمی لیلۃ فاسھرتنی نسھر رسول اللہ لسھری نبات لیلۃ بینی وبین مصلاہ یصلی ماقدر

سائل : یا امیر المومنین اپنی سب سے افضل منقبت بیان فرمایئے۔

امیر المومنین : وہی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے

سائل : اس میں کیا نازل فرمایا۔

امیر المومنین :۔ ارشاد خداوندی ہے کہ "کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے اس میں کا ایک گواہ آیا ہو۔ میں رسول خداؐ کا گواہ ہوں اور قول خدا کہ جس کے پاس علم کتاب ہو۔ خاص کر مجھ ہی سے متعلق ہے اور خدا نے اس آیت میں سوائے میرے اور کسی کا ذکر نہیں کیا ہے۔

سائل : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے ساتھ جو افضل منقبت ہو بیان فرمایئے۔

امیر المومنین : رسول خدا نے خم غدیر کے روز مجھ ہی کو ولایت من اللہ کے ساتھ خدائے عزوجل کے حکم سے نصب فرمایا تھا اور ان کا قول ہے کہ تم مجھ سے اسی منزلت پر ہو جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی و نیز رسول اللہؐ کے ساتھ میں نے کار رسالت انجام دیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ عورتوں کیلئے پردہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا میں نے رسول اللہؐ کی سب سے پہلے اس وقت خدمت کی جبکہ کوئی خدمت کرنے والا نہ تھا۔ رسول اللہؐ کے لئے ایک لحاف تھا کہ اس کے سوا کوئی اور ایسا لحاف نہ تھا اس پر رسول اللہ میرے اور عائشہ (خدیجہ) کے درمیان سوتے تھے اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی بستر نہ تھا۔ رسول اللہؐ نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے بخار آگیا جس سے میں جاگتا رہا اور میری وجہ سے

کتابت کی غلطی

لہ ثم یاتینی فیسئلنی و ینظر الیّ فلم یزل دابہ
ذالک الی ان اصبح فلما اصبح صلّی باصحابہ
الغداۃ ثم قال اللھم اشف علیاً دعافہ
فانہ قد اسھرنی اللیلۃ بمابہ من الوجع
فکانما نشط من عقال مابی قلبتہ ثم قال
قال رسول اللہ البشر یا اخی قال ذالک و
اصحابہ یسمعون۔ قلت بشرک اللہ بخیر یارسولؐ
اللہ وجعلنی فداک قال انی لم اسئل اشیاء الا
اعطانیہ و لم اسئل لنفسی شیئاً الا سئلتک مثلہ
و انّی دعوت اللہ ان یواخی بینی وبینک ففعل
وسئلت ان یجعلک ولی کل مومن بعدی۔

(بحار المعارف ص۲۶۲)

(احتجاج طبرسی ج۱)

رسول اللہؐ بھی جاگتے رہے ایک شب مجھے خبر ملی کہ میرے اور مصلیٰ کے درمیان کوئی نماز پڑھ رہا ہے جس کی مجھے اطلاع نہ دی گئی تھی پھر وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے سوال کیا اور میری طرف دیکھتا رہا اور نہیں ہٹا یہ اس وقت تک ہوتا رہا کہ صبح ہوگئی پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا فرمائی پھر فرمایا کہ خداوندا علیؑ کو شفا عطا فرما اور اس کو محفوظ رکھ کہ اس نے درد کی وجہ سے مجھے شب میں بیدار رکھا پس گویا کہ اس نے مجھے بندھن سے چھڑایا یہ بات میرے ساتھ اتفاقی طور پر واقع ہوئی تھی۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ اے بھائی بشارت ہو تم کو اس بات کو حضرتؐ کے اصحاب سن رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ خدا آپ کو خوش رکھے اور مجھے آپ پر فدا کردے حضرتؐ نے فرمایا کہ میں نے کسی شے کے لئے سوال نہیں کیا مگر یہ کہ وہ مجھے عطا ہوگئی اور میں نے اپنی ذات کے لئے کوئی سوال نہ کیا مگر یہ کہ اس کے مثل تمہارے لئے بھی سوال کیا اور میں نے خدا سے دعا کی کہ میرے اور تمہارے درمیان مواخات پیدا کردے پس خدا نے ایسا ہی کیا اور میں نے سوال کیا کہ تم کو میرے بعد تمام مومنین کا ولی قرار دے۔

## محبت اہل بیتؑ اور اعمال

آیت "من جآء بالحسنۃ فلہ خیر منھا
وھم من فزع یومئذٍ اٰمنون ۝ ومن جآء
بالسیئۃ فکبّت وجوھھم فی النّار ط
ھل تجزون الا ما کنتم تعملون ۝

(نمل پ ۲۰)

ترجمہ: یعنی جس نے ایک نیکی بجالائی اس کے لئے اس کی جزاء اس سے کہیں بہتر ہے اور یہ لوگ اس روز خوف و خطر سے مامون رہیں گے اور جو ایک گناہ ساتھ لے آئے گا منہ کے بل جہنم میں جھونک دیا جائے گا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو اس نے دنیا میں کیا تھا کی تفسیر میں حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے ابو عبداللہ میں تمہیں ایک نیکی کے متعلق آگاہ کردوں گا جس کو انسان بجالائے تو خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا نیز ایک برائی کے متعلق بھی آگاہ کردوں گا جس کا کوئی انسان مرتکب ہو تو خدا اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا اور اس برائی کی وجہ سے اس کا کوئی عمل قبول نہ کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ وہ نیکی ہماری محبت اور وہ برائی ہم سے بغض ہے۔

(مجمع البحرین، ینابیع المودۃ وغیرہ ص۲۵)

www.hubeali.com admin@hubeali.com

# اہلِ ذکر اہلِ بیتؑ ہیں

حضرت امیرالمومنین ؑ نے فرمایا کہ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (نحل) میں جو اہلِ ذکر مرقوم ہے وہ اہلِ ذکر ہم اہلِ بیتؑ ہیں۔ (ینابیع المودۃ وغیرہ)

نوٹ:۔ خدا نے قرآن میں کئی مقامات پر رسول خدا کو ذکر کے نام سے یاد فرمایا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو آیت "قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلو علیکم ایات اللہ مبینٰت (طلاق)

ترجمہ: بیشک خدا نے ذکر کو بھیجا ہے جو رسول ہے جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے پس جب رسول اللہ ذکر ہیں تو اہلِ ذکر اہلبیت رسول قرار پائے۔

## نقطہ

علم نقطہ و دوائر بہت ہی عظیم اور دور از فہم علوم پر مشتمل ہے کیونکہ کلام حروف پر حروف الف پر اور الف نقطہ پر منتہی ہوتے ہیں اور نقطہ وجود مطلق کے ظاہر سے باطن کی طرف اور انتہا سے ابتداء کی طرف نزول سے عبارت ہے یعنی اس ذات ہویت کے ظہور سے جو مبدائے وجود ہے جس کے لئے نہ کوئی عبارت ہے اور نہ اشارہ۔

اللہ کا راز اس کی کتب میں ہے اور اس کی کتب کا راز قرآن میں ہے کیونکہ قرآن جامع اور مانع منہیات ہے اس میں ہر چیز کا بیان ہے اور قرآن کا راز سورتوں کی ابتداء میں حروف مقطعات میں ہے اور حرف کا علم لام اور الف میں اور الف ظاہری و باطنی رازمیں شامل اور اس کا محیط ہے اور لام و الف کا علم الف میں اور الف کا علم نقطہ میں اور نقطہ کا علم اصلیت کی معرفت میں اور قرآن کا راز سورۃ فاتحہ میں اور سورۃ فاتحہ کا راز اس کے مفتاح میں ہے جو بسم اللہ ہے اور بسم اللہ کا راز اس کے ب میں ہے اور ب کا راز اس کے نقطہ میں ہے۔ (مشارق الانوار)

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس علم کی طرف آنحضرتؐ نے دعوت دی تھی وہ علم حروف کے الف کے لام کی تھی الف کے لام کا علم لا میں ہے لا کا علم نقطہ میں ہے اور نقطہ کا علم معرفت اصلیہ میں ہے۔ معرفت اصلیہ کا علم علم ازل میں ہے علم ازل مشیت میں یعنی معلوم میں موجود ہے علم مشیت غیب ہویت میں ہے یہ وہ چیز ہے جس کی طرف اللہ نے اپنے نبیؐ کو اپنے اس قول کے ساتھ دعوت دی تھی۔ "فاعلم انہ لا الہ الا اللہ" انہ میں جو ہ موجود ہے وہ غیب ھو یہ کی طرف راجع ہے۔

(ینابیع المودۃ ص ۶۳۵)

تمام اشیاء نقطہ پر منتہی ہوتے ہیں اور نقطہ ذات پر دلالت کرتا ہے یہی وہ نقطہ ہے جو خداوند ذی الجلال کا فیض اول ہے۔ اور حدود عظمت و جلال میں عقل فعال سے موسوم ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس یہ نقطہ سر الاسرار اور نور الانوار ہے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ " انا نقطۃ بآء بسم اللّٰہ انا جنب اللّٰہ الذی فرطتم فیہ وانا اللوح وانا القلم وانا العرش وانا الکرسی وانا السموات السبع والارضون۔

ترجمہ: میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں۔ میں وہ جنب اللہ ہوں جس کے ساتھ تم نے تفریط کی میں لوح وقلم ہوں اور عرش وکرسی ہوں میں ساتوں آسمان اور زمینوں (کا مالک ومتصرف) ہوں۔ (بحرالمعارف ص۳۳۳)

ایک اور موقع پر حضرت نے فرمایا۔ " میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے دیا جاتا ہے۔

علم ایک نقطہ ہے جس کو جاہلوں نے زیادہ کر دیا۔ الف وحدت پر دلالت کرتا ہے جس کو راسخون جانتے ہیں۔ عارف لوگوں نے جا کے ٹکڑے کر دیئے۔ ج ایک گڑھا ہے پہنچنے والوں نے جس میں رہنا اختیار کیا۔ " د: ایک درجہ ہے جس کو سچے لوگوں نے مقدس کیا۔ (ینابیع ص۶۴۴)

# بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے اسرار

ظہرت الموجودات عن بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم فالنبی مظہر الرحمٰن والولی مظہر الرحیم و الجامع للمرتبتین مظہر اسم اللّٰہ ومشربہما من الوحی والالہام فالاوّل من العقل و الثانی من النفس واشرفہما واعظمہما الاسم الاعظم وھو اللّٰہ واشرف المظاہر واعظمہا مظہر ھذا الاسم بالفعل دون القوہ لِاَنَّ النوع الانسانی باسرہ مظہر لہ بالقوۃ لکن الشرف والعظمۃ لیس اِلَّا للمظہر الفعلی وھو نبینا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ من بین الانبیاء و سائر الانبیاء بعدہ علی الترتیب فلکذا افاد بعضہم وللعبد فیہ نظیر یظہر وجہہ مما اسلفنا فنبینا صلی اللّٰہ علیہ وآلہ مظہر اسم اللّٰہ باعتبار جمعیۃ ومظہر اسم الرحمٰن

موجودات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ظہور میں آئے پس نبی مظہر رحمٰن اور ولی مظہر رحیم ہیں اور جامع ہیں دونوں مرتبوں کے اور مظہر ہیں اسم اللہ کے اور دونوں کا مشرب وحی والہام سے ہے یعنی پہلا عقل سے اور دوسرا نفس سے اور ان دونوں سے اشرف واعظم اسم اعظم ہے جو اللہ ہے اور اس کا اشرف واعظم مظاہر اس اسم کا مظہر بالفعل ہے مظہر بالقوت نہیں کیونکہ نوع انسانی کل کا کل اس کا مظہر بالقوت ہے لیکن شرف وعظمت نہیں ہے مگر مظہر فعلی کے لئے جو تمام انبیاء میں ہمارے نبیؐ ہیں اور تمام دوسرے انبیاء ترتیب کے ساتھ ان کے بعد ہیں اور تمام اولیاء میں علیؑ مظہر فعلی ہیں اور تمام اولیاء ان کے بعد علی الترتیب ہیں بعض لوگوں نے اسی طرح افادہ حاصل کیا ہے۔ اور بندہ کے لئے اس میں نظیر ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے پس ہمارے نبیؐ باعتبار جمیعت کے اسم اللہ کے مظہر ہیں اور عالم وجود میں تصرف اور خلافت کے اعتبار سے اسم رحمٰن کے مظہر ہیں۔

باعتبار تصرفه في الوجود وخلافته فيه
ومظهر اسم الرحيم باعتبار ولايته
المطلقة فهو العقل الاوّل والنفس
الكلّية وكذالك علیؑ وسائر اولاده الی
خاتم الختم لانهم اصحاب الجمعية
باعتبار اخذها من القطب المحمدی
فكل واحد منهم علی الترتيب مظهر
اسم الله باعتبار جمعيته ومظهر اسم
الرحمٰن باعتبار خلافته ومظهر اسم الرحيم
باعتبار ولايته فكلّهم مجمع العوالم
الآفاقيّة والانفسيّة۔

## نوٹ

فقد برهٰذه الدقايق فانّها سر من
الاسرار ومن مكنونات علم الله وهذهٖ
نقطة من بحر محيط اسرارهم كما
تقدم في قصة موسیٰؑ وخضر عليهما السلام

بحر المعارف ص۳

اور ولایت مطلقہ کے اعتبار سے اسم رحیم کے مظہر ہیں پس وہ عقل اول اور نفس کلیہ ہیں اور اسی طرح علیؑ اور آخری امام تک ان کی تمام اولاد بھی ہے اس لئے کہ یہ حضرات اس اعتبار سے کہ قطب محمدی سے حاصل کئے ہوئے ہیں اصحاب جمعیت ہیں پس کل کے کل ایک ہی ہیں ان میں سے ہر ایک علی الترتیب باعتبار جمعیت مظہر اسم اللہ اور باعتبار خلافت مظہر اسم رحمٰن اور باعتبار ولایت مظہر اسم رحیم ہے پس وہ سب کے سب عوالم آفاقیہ اور انفسیہ کے مقام اجتماع ہیں۔

## نوٹ

پس ان باریک باتوں پر غور کرو کہ یہ علم خدا کے خزانوں میں سے اور اسرار میں سے ایک سر ہے اور ان کے اسرار محیط سے یہ ایک نقطہ ہے جیسا کہ موسیٰؑ وخضرؑ کے قصہ میں مذکور ہے۔

# بائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام آسمانی کتب کے اسرار قرآن میں ہیں اور تمام قرآن کا علم سورۂ فاتحہ میں اور سورۂ فاتحہ کا علم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اور بسم اللہ کا علم بائے بسم اللہ میں اور بائے بسم اللہ کا علم بائے کے نقطہ میں پس میں وہ نقطہ ہوں جو بائے بسم اللہ کے نیچے دیا جاتا ہے۔ (مشارق الانوار)

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نماز مغربین کے بعد سے بائے بسم اللہ کی تفسیر سنانی شروع کی اور ابھی سین تک نہ پہونچے تھے کہ فجر کا وقت ہوگیا تو فرمانے لگے کہ اگر میں چاہوں تو بسم اللہ کی شرح میں اتنی تفسیر سناؤں کہ چالیس اونٹ کا بار ہو جائے۔

# علم کی حقیقت

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :-

العلم نقطة كثّرها الجاهلون وكيفية
الاطلاع عن وجهين امّا ان يكون من
الوحدة الى الكثرة من المبدء الى المنتهى
الذى هو طريق النّزول والظهور و
امّا ان يكون من الكثرة الى الوحدة و
من المنتهى الى المبدء الّذى هو طريق
الصعود والبطون فان كان الاوّل
فهو اعظم فيجتهد فى الاطلاع على
النقطة اولا ثم على صدر منها من
النفس والهيولى والطبيعة والجسم
الكلّى والافلاك والعناصر والمواليد
وان كان الثانى وهو اسهل واشهر
فيجتهد فى الاطلاع على هذه الوجودات
بعكس ذلك وذلك لانّ كل من اطلع
على النقطة الوجودية والذى تحتها
لكن اطلع على الوجود كلّه وعلى ما فى
ضمنه من الاسرار والحقائق وعلى الكتب
السماويّة، وما فى ضمنها من الاسرار
والحقائق والاطلاع نبيّنا صلى الله عليه و
آله على النقطة الوجودية ليلة المعراج؛

علم ایک نقطہ ہے جس میں جہلاء نے زیادتی کر دی اطلاع
کی کیفیت دو طرح سے ہوتی ہے ایک وحدت سے کثرت کی
طرف یعنی مبداء سے منتہا کی طرف ہو تو یہ نزول اور ظہور کا
طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ کثرت سے وحدت کی طرف یعنی منتہا
سے مبداء کی طرف ہو تو یہ صعود و بطون کا طریقہ ہے پس اگر
طریقہ اول ہے تو وہ بہت ہی عظمت والا ہے پس نقطہ اوّل
پر پھر اس سے نفس و ہیولیٰ، طبیعت، جسم کلی، افلاک و عناصر
اور موالید سے متعلق جو صادر ہوا اس پر اطلاع کی کوشش کی
جاتی ہے اگر طریقہ دوم ہے تو وہ بہت ہی سہل اور بہت مشہور
ہے پس اس کے برعکس ان موجودات سے اطلاع میں کوشش
کی جاتی ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ہر وہ شخص جو نقطہ وجودیہ
سے مطلع ہوا اور وہ شخص جو اس کے تحت ہے اس کے مثل
ہے جس نے کل وجود پر اطلاع پائی اور اس چیز پر جو اس کے
ضمن میں حقائق و اسرار سے متعلق ہے۔ اور آسمانی کتب پر
اور جو کچھ اس کے ضمن میں حقائق و اسرار سے ہے۔
نیز شب معراج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
نقطہ وجودیہ سے اطلاع پانے سے متعلق ہے۔

قال علّمت علوم الاولين والآخرين
وقال ارنا الاشياء كما هى والاطلاع
عليها قال انا النقطة تحت الباء وقال

پھر فرمایا کہ اولین و آخرین کا علم مجھے دیا گیا ہے۔
اللہ نے تمام چیزیں مجھے دکھائیں جس طرح سے کہ وہ ہیں
اور ان سے مطلع ہونے کی وجہ فرمائی کہ میں باء کے نیچے

سلونی عما تحت العرش وهذا النقطة
هی الموسومة عند القوم بعبادان
فی قولهم لیس وراء عبادان قریة و
هی التی علیها مدار الوجود کالنقطة
المرکزیة التی الیها ینتهی خطوط
الدائرة المحیط المحیط بها وذلک لانّ
الوجود بالاتفاق دوری تقابل النقطتین
المتقابلتین اللّتین هما النقطة المبدئیة
والنقطة المنتهائیة کقوله کما بدأکم
تعودونَ والاوّل والاخر والظاهر والباطن
اسمائه تعالی بهذین الاعتبارین
والازل والابد اشارة الیهما وقاب
قوسین او ادنی کذلک لانّ القوس
اشارة الی القطع الدائرة الوجودیّة
بالخط الوهمی بینهما الفاصل بین
المطلق والمقید والامکان والوجوب
فی صورة الدائرة والخطّ الوهمی فی
اصطلاحهم هو مقام القرب الاسمائی
باعتبار التقابل بین الاسماء فی الامر
الالهی المسمی بدائرة الوجود کالا
بداء والاعادة والنزول والعروج والفا
علیّة والقابلیّة وهو الاتحاد بالحق مع
بقاء التمیز والاثنینیة المعبر عنه
بالاتصال ولا اعلی من هذا المقام الا مقام
او ادنی وهو مقام احدیة عین الجمع الذاتیة

کا نقطہ ہوں پس سوال کر لو مجھ سے ان تمام چیزوں سے جو
تحت عرش ہیں کہ یہ وہی نقطہ ہے جو قوم کے نزدیک ان کے
قول کے مطابق عبادان سے موسوم ہے (عبادان سے آگے
اور کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ وہی مقام ہے جس پر نقطہ مرکزیہ
کی طرح وجود کا مدار ہے۔ جس کی طرف دائرہ کے خطوط منتہی
ہوتے ہیں جو اس کے محیط ہیں کیونکہ وجود بالاتفاق دونوں
متقابل نقاط کے تقابل کی وجہ جو مبدائیہ اور منتہائیہ ہیں۔ دوری
ہے حسب ارشاد خداوندی کہ جس طرح تمہاری ابتداء ہوئی
ہے تم لوٹو گے۔ خداوند تعالیٰ کے اسماء ان ہی دو اعتبارات
یعنی اول و آخر اور ظاہر و باطن کے لحاظ سے ہیں اور ازل و
ابد ان ہی دو نقطوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور
قاب قوسین او ادنیٰ بھی اسی کی طرح ہے کیونکہ قوس
دائرہ وجودیہ کے خط موہوم کے ساتھ انقطاع کی طرف
اشارہ ہے جو ان کے یعنی مقید و مطلق اور امکان وجوب
کے درمیان دائرہ کی صورت میں فاصل ہے۔ اصطلاحاً امر
الٰہی میں اسماء کے درمیان باعتبار تقابل کے خط
موہوم مقام قرب اسمائی ہے جو دائرہ وجود
کے نام سے موسوم ہے۔

جیسا کہ خلق کیا جانا اور لوٹایا جانا نزول و
عروج اور فاعلیت و قابلیت ہے اور وہ
بقائے تمیز اور دوئی کے باوجود جو اس کے
اتصال سے تعبیر کی گئی ہے حق کے ساتھ
متحد ہے۔

اس سے بلند تر کوئی اور مقام نہیں مگر
مقام او ادنیٰ جو مقام احدیت ہے

المعبر عنها بقوله او ادنی وهو مقام
احدیة عین الجمع الذاتیة
المعبّر عنها بقوله او ادنی لا
رتفاع التمیز والا ثنینیة الاعتباریة
هناك بالفناء المحض والطمس
للرسوم کلها وهذه النقطة
قد یعبر عنها بنقطة النبوّة
ونقطة الولایة اللتین هما
مخصوصتان من حیث الاطلاق
بالنبیّ وعلی لان النبوّة المطلقة
والولایة المطلقة مخصوصتان بهما.

(بحر المعارف ص ۶۵)

اس کو بین جمع ذاتیہ سے تعبیر کیا گیا ہے حسب ارشاد خداوندی او ادنی عقل و ہوش کے مرتفع ہو جانے اور اعتباری دوی کے فنائے محض اور کل رسوم کے مٹ جانے کا مقام ہے۔ یہ وہ نقطہ ہے جس سے نقطۂ نبوت اور نقطۂ ولایت کی تعبیر لی جاتی ہے یہ دونوں بہ حیثیت اطلاق کے نبیؐ اور علیؑ سے مخصوص ہیں کیونکہ نبوت مطلقہ اور ولایت مطلقہ صرف ان ہی دونوں سے مخصوص ھیں۔

## مدارج علم

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ:
العلم ثلثة اشبار فمن
وصل الی الشبر الاوّل تکبر وادعی ومن
وصل الی الشبر الثانی تواضع وذل
ومن وصل الی الشبر الثالث افتقر وفنی
وعلم انه ما علم" وقد تقدم من
الفتوحات انّ العلم بالله عین
الجهل به۔

(بحر المعارف ص ۲۶۷)

علم تین بالشت ہے پس جو پہلی بالشت تک پہونچا متکبر ہو گیا اور دعویٰ کرنے لگا اور جو دوسری بالشت تک پہونچا متواضع ہو گیا اور اپنے کو ذلیل سمجھنے لگا اور جو تیسری بالشت تک پہنچا فقر اختیار کیا اور فنا ہو گیا۔ اور اس کو اس بات کا علم ہوا کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔
فتوحات میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ کے ساتھ علم اس کے ساتھ عین جہل ہے۔

## ذکر و فکر

حضرت علی علیہ السلام کے کلمات قصار بارہ ہزار سے زائد ہیں جن میں سے چند ارشادات معرفت ذکر و تفکر، صلوٰۃ دائمی عالم صغیر و کبیر و شہود سے متعلق درج ذیل ہیں۔

(۱) مَن عَرَفَ نَفسَہٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّہٗ ۞ جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی اس نے اپنے رب کی معرفت حاصل کی۔

(۲) لَو کُشِفَ الغِطَاءُ مَا ازدَدتُ یَقِینًا ۞ (تمام حجاب ہائے حدوث امکان میرے اور واجب الوجود کے درمیان سے اٹھا دیئے جائیں تو جس علم و یقین اور معرفت کی انتہا پر میں فائز ہوں اس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی یعنی آپ کے سامنے کوئی حجاب تھا ہی نہیں۔)

**ذکر خفی**

(۳) کُلُّ نَفسٍ حَاضِرَۃٌ مِن ذِکرِ الخَفِیِّ فَہُوَ نَفسٌ حَیٌّ وَکُلُّ نَفسٍ غَافِلَۃٌ مِن ذِکرِ الخَفِیِّ فَہُوَ نَفسٌ مَیِّتَۃٌ ۞ ترجمہ :- ہر نفس جو ذکر خفی میں مشغول ہے وہ زندہ ہے اور ہر نفس جو ذکر خفی سے غافل ہے وہ مردہ ہے۔

(۴) صلوٰۃ دائمی :-

سُجُودُ القَلبِ فِی ذَاتٍ صَلوٰۃٌ دَائِمٌ وَصلٌ
ہُوَ المَسجُودُ فِی قَلبٍ صِیَامٌ صَائِمٌ اَصلٌ

(۵) حضرت امام حسنؑ و امام حسین علیہم السلام سے ارشاد فرمایا کہ :-

یَا وَلَدِی فِکرُکَ فِیکَ یَکفِیکَ ۔ فَلَیسَ شَیئٌ خَارِجٌ مِنکَ
دَوَائُکَ فِیکَ وَمَا تَشعُرُ ۔ وَدَاؤُکَ مِنکَ وَلَا تُبصِرُ
تَزعَمُ اَنَّکَ جِرمٌ صَغِیرٌ ۔ وَفِیکَ انطَوَی العَالَمُ الاَکبَرُ
وَاَنتَ الکِتَابُ المُبِینُ الَّذِی ۔ بِاَحرُفِہٖ یُظہِرُ المُضمَرُ

ترجمہ :- اے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے کیونکہ کوئی شے تجھ سے خارج نہیں تیری دوا تجھ ہی میں ہے اور تو نہیں جانتا اور تیرا درد تجھ ہی سے ہے اور تو نہیں دیکھتا اور تجھ کو گمان ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ ایک بڑا عالم تجھ میں سمایا ہوا ہے اور تو وہ کتاب مبین ہے کہ جس کے حروف سے پوشیدہ امور کا ظہور ہوتا ہے۔ (بحر المعارف)

**حقیقت ذکر و طریقہ ذکر**

فردوس العارفین میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :-
" لا تذکر اللہ ساھیا ولا تنسہ لاھیا واذکرہ کاملا یوافق فیہ قلبک لسانک ویطابق اضمارک اعلانک لن تذکرہ حقیقۃ الذکر حتی تنسی نفسک فی ذکرک وتفقدھا فی امرک ۞ (بحر المعارف ص۵۵)

ترجمہ : خدا کا ذکر سہو کی حالت میں نہ کرو اور اس کو لہو و لعب میں نہ بھولو اس کا ذکر کامل طریقہ سے اس طرح کرو کہ تمہارا قلب تمہاری زبان کے موافق ہو اور تمہارا ضمیر تمہارے ظاہر سے مطابق ہو تم اس وقت تک حقیقت ذکر کو ادا نہیں کر سکتے جب

تک کہ ذکر میں خود کو نہ بھول جاؤ اور اپنے امر میں گم نہ ہو جاؤ۔

و نیز فرمایا :- من اراد ان یشغل باللہ ذکرا فلیغتسل ولیتب عن المعاصی و یغسل ثیابہ ویجلس فی الخلوۃ مربعًا مستقبل القبلۃ واضعًا یدیہ علی رکبتیہ غامضًا عینیہ شارعًا فی الذکر بالتعظیم والقوۃ بحیث یطلع لا الٰہ الا اللہ من تحت السُرۃ ویضرب علی القلب بحیث یصل تاثیرہ علی الاعضا مخففا صوتہ کما قال اللہ تعالیٰ اذکر ربک تضرّعًا وخفیۃً متفکرًا معناہ فی القلب حتی یحیط الذکر بجمیع الاعضا ویستغرق فیہا فان وردہ وارد بنفیہ بلا الٰہ ویقطع محبتہ ویثبت اللہ ویفرغ القلب عن الخیالات النفسانیۃ ویشغل بمشاہدات الروحانیۃ۔

ترجمہ :- جس نے ارادہ کیا کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے گناہوں سے توبہ کرے اپنے کپڑوں کو دھوئے اور رو بہ قبلہ ہو کر خلوت میں چار زانو بیٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر آنکھیں بند کر کے تعظیم و قوت کے ساتھ خفی آواز سے اس طرح ذکر شروع کرے کہ لا الٰہ الا اللہ مقام سر کے نیچے سے شروع ہو اور قلب پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کی تاثیر تمام اعضاء پر پہنچے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کا ذکر تضرع اور پوشیدگی کے ساتھ قلب میں اس کے معنی کا تفکر کرتے ہوئے کرو یہاں تک کہ اس کا ذکر تمام اعضاء پر محیط ہو جائے اور تو اس میں مستغرق ہو جائے۔ یہ تحقیق کہ اس کا ورد وارد ہوتا ہے اور لا الٰہ کے ساتھ نفی کرتا ہے اس کی محبت کو قطعی قرار دیتا اور اللہ کو ثابت کر دیتا ہے اور قلب کو نفسانی خیالات سے خالی کر کے روحانی مشاہدات کی طرف مشغول کر دیتا ہے۔ (بحر المعارف ص۶۴)

# عالم صغیر و کبیر

حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ :-

(۱) لا یستحق المقام حتی یعلم مراتبہم فاذا علمت ان للحقیقۃ الانسانیۃ ظہورات فی العالم الکبیر تفصیلاً فاعلمن لہا۔

ترجمہ : کوئی شخص کسی مقام کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس کے مراتب کو نہ جان لے پس جب تو نے جان لیا کہ حقیقت انسانیہ کے لئے عالم کبیر میں تفصیل کے ساتھ ظہورات ہیں پس تو ان کو سمجھ۔

(۲) ظہورات فی عالم الانسانی اجمالاً و اوّل مظاہرہا فیہا الصورۃ الروحیّۃ المجردۃ المطابقۃ بالصورۃ العقیلۃ ثم الصورۃ الدخانیۃ اللطیفۃ المساۃ

عالم انسانی میں ظہورات اجمالاً موجود ہیں اور ان کا مظاہر اوّل صورت روحانی مجردہ میں ہے جو صورت عقیلہ کے مطابق ہے پھر صورت دخانیہ لطیفہ ہے جو اطباء کے پاس روح حیوانیہ سے موسوم ہے جو ہیولیٰ کلیہ کے مطابق ہے

بالرّوح الحيوانية عند الاطباء المطابقة
بصورة الجسم الكلّی ثم صورة الاعضائية
المطابقة لاجسام عالم الكبير وبهٰذا
التنز فی المظاهر الانسانية حصل
التطابق بين النسختين ولهذا اسمی
بعالم الصغير فهو كتاب مشتمل علی
الكتب والصحف لانّه من حيث روحه
الجزئی وعقله المجرد كتاب عقلی مسمی
بام الكتاب ومن حيث قلبه لوح المحفوظ والكتاب
المبين ومن حيث نفسه المنطبعة الطبيعية كتاب المحو
والاثبات ومن حيث جسده وبدنه الكتاب المسطور ومن حيث
مجموعية نسخة الكل وجامع الكل فهو
كتاب جامع الكل كافٍ فی مطالعة الكل
والمشاهدة له تحت اياته۔

وليس بعجب ان الكل فيه وانّه
جامع الكل بل العجب انّ الكل خلق
لاجله والكل خادم له وهو مخدوم
الكل والكل ساجد له وهو مسجود
الكل مظهر الذات المقدسة وكمالا
تها المرتبة عليها والعالم مظهر
الاسماء والصفات والافعال المرتبة
علی الذات۔

( بحر المعارف ص ۳۳۳ )

پھر صورت دمویہ ہے جو جسم کلی کی صورت سے
مطابق ہے پھر صورت اعضائیہ ہے جو عالم کبیر کے
اجسام سے مطابق ہے اور انہی تنزلات سے مظاہر
انسانیہ میں دو نسخوں کے درمیان مطابقت حاصل ہوئی
اس لئے اس کا نام عالم صغیر رکھا گیا پس وہ، وہ کتاب ہے
جو کتب اور صحف پر مشتمل ہے کیوں کہ وہ بحیثیت اس کی
روح جزی کے اور اس کی عقل مجرد کے کتاب عقلی ہے
جس کا نام ام الکتاب ہے اور بحیثیت اس کے قلب
کے لوح محفوظ اور کتاب مبین ہے اور بحیثیت اس کے پیدائشی
نفس طبیعہ کے کتاب محو و اثبات ہے اور بحیثیت اس
کے جسم و بدن کے کتاب مسطور ہے اور بحیثیت
مجموعہ نسخہ کل کے اور کل کے جامع کے وہ کتاب
ہے جو جامع ہے کل کی جو کافی ہے کل کے مطالعہ و مشاہدہ کے لئے جو
اس کی آیات کے تحت ہے۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سب اس کے اندر موجود
ہے اور وہ جامع ہے کل کا بلکہ عجیب یہ ہے کہ کل اس
کی وجہ سے خلق کیا گیا اور کل خادم ہے اس کا اور وہ مخدوم
ہے کل کا اور کل ساجد ہے اس کا اور وہ مسجود ہے کل کا
وہ مظہر ہے ذات مقدسہ کا اور اس کے کمالات کا جو اس
پر مرتب ہوتے ہیں اور عالم مظہر ہے اسما و صفات کا اور ان
انفعال کا جو ذات پر مرتب ہوتے ہیں۔

# شہود

انّ الکامل الذی اراد اللّٰہ ان یکون قطب العالم وخلیفۃ اللّٰہ فیہ اذا وصل الی العناصر منزلا الی السفرالثالث ینبغی ان یشاھد جمیع مایرید ان یدخل فی الوجود من اول دالانسانیۃ الی یوم القیمۃ وبذالک الشھود ۃ
(کتاب الفتوحات)

بہ تحقیق کہ کامل وہ ہے جس کے لئے خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ قطب عالم اور اس کا خلیفہ بن جائے۔ جب سفر ثالث سے عناصر کی طرف ایک منزل پر پہونچے تو سزاوار ہے کہ وہ ہر چیز کا مشاہدہ کرے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے جو قیامت تک افرادِ انسانیہ کے وجود میں داخل ہوں۔ پس یہی شہود ہے۔

بدوام ذکر اللّٰہ تنخاف الغفلۃ ۃ ذکر خدا کی مداومت غفلت کو دور کرتی ہے۔

فکر ساعۃ قصیرۃ خیراً من عبادۃ طویلۃ (آیات واحکام الٰہی میں) ایک ساعت کی فکر قلیل طویل عبادت سے بہتر ہے۔

من عمر قلبہ بدوام الذکر حسنت افعالہ فی السّر والجھر ۃ جس نے اپنے قلب کو ہمیشہ ذکر خدا میں مشغول رکھا اس کے افعال ظاہر و باطن میں نیک ہو جاتے ہیں۔

مداومۃ الذکر قوت الارواح ومفتاح الصلاح ۃ ذکر خدا کی مداومت روح کی غذا اور کلید اصلاح ہے۔

# مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ۃ

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

یاعلی ماعرفک الّا اللّٰہ و انا وما عرفنی الّا اللّٰہ وانت وما عرف اللّٰہ الّا انا وانت فکیف یکون مثل الناس وھم یدعون معرفتہ ۃ

یا علی نہیں پہچانا تم کو کسی نے سوائے اللہ کے اور میرے اور نہیں پہچانا کسی نے مجھ کو سوائے اللہ کے اور تمہارے اور نہیں پہچانا کسی نے اللہ کو سوائے میرے اور تمہارے پھر لوگ کس طرح معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ومعرفت النفس ھو ان یعرف الانسان مبدئہ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ نفس کی معرفت یہ ہے کہ انسان اپنے مبداء و منتھا

ومنتهاه من این و فی این و الی این و ذلک
موقوف علی معرفته الحقیقة التی هی
الوجود المقید و هو معرفة الفیض الاول
الذی فاض عن حضرة ذی الجلال ثم
فاض عنه الوجود بامر واجب الوجود و
مفیض الجود و ذلک هو النقطة الواحدة
التی هی مبدأ الکائنات و نهایة الموجودات
و روح الارواح و نور الاشباح و هو اوّل
العدد و سرّ الواحد الاحد و ذلک لانّ
ذات الله غیر معلومة للبشر فمعرفة
بصفاته و النقطة هی صفة الله و الصفة
تدل علی الموصوف لانّ بظهورها عرف
الله و هی لالاء النور الذی شعشع
عن جلال الاحدیة فی سماء الحضرة
المحمدیة و الیه الاشارة بقوله لولا
انا ما عرف الله و لولا الله ما عرفنا فهو النور
الذی اشرقت منه الانوار و الواحد الذی
ظهرت عنه الاحاد و السرّ الذی نشأت عنه الاسرار
و العقل الذی فاضت منه العقول و النفس الذی صدرت
عنه النفوس و اللوح الحاوی لاسرار
الغیوب و الکرسی الذی وسع السموات
و الارض و العرش العظیم المحیط لکل
شیء عظمة و علما و العین التی ظهر
عنها کل عین و الحقیقة التی یعبدها
بالعبادة کل موجود کما شهدت هی بالالا

کو پہچانے کہ کہاں سے آیا کہاں ہے اور کہاں جائے گا۔
یہ اس حقیقت کی معرفت پر موقوف ہے جو وجود مقید
ہے اور وہ معرفت ہے فیض اول کی جس کا خداوند ذی
الجلال کی جانب سے فیضان ہوا۔ پھر واجب الوجود کے
حکم سے اس وجود کا فیضان کرنے والے کے جود کا
فیضان ہوا۔ یہ وہ نقطۂ واحدہ ہے جو مبدا ہے
کائنات کا اور انتہا ہے موجودات کی اور روحوں
کی روح اور اشباح کا نور ہے۔

وہ عدد اول اور واحد احد کا راز ہے یہ اس لئے
ہے کہ اللہ کی ذات بشر کے لئے غیر معلوم ہے پس اس
کی معرفت اس کی صفات سے کی جاتی ہے نقطہ صفت ہے
اللہ کی اور صفت دلالت کرتی ہے موصوف پر کیونکہ اس
صفت کے ظہور سے اللہ پہچانا جاتا ہے۔ اور وہ نقطہ اس
نور کے نفل سے ہے۔ جو احدیت کے جلال سے آسمان
حضرت محمدیہ میں ضوفشاں ہو رہا ہے اور پیغمبر کے قول
کا اسی طرف اشارہ ہے کہ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا نہ
پہچانا جاتا اور اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم نہ پہچانے جاتے
پس وہ، وہ نور ہے۔ جس سے تمام انوار نکلے اور وہ
وہ واحد ہے جس سے تمام احاد ظاہر ہوئے۔ اور وہ
وہ راز ہے جس سے اور اسرار ظاہر ہوئے اور وہ عقل
ہے جس سے اور عقلوں کو فیضان ہوا۔ اور وہ نفس ہے
جس سے اور نفوس صادر ہوئے اور وہ لوح ہے جو
غیب کے اسرار پر حاوی ہے اور وہ کرسی ہے جس
نے آسمانوں اور زمین کو گھیر لیا ہے اور وہ عرش عظیم
ہے جس کی عظمت و علم ہر شئے کی محیط ہے اور وہ آنکھ

حد بیہ الواجب الوجود نتاہ عرفان العارفین عن الوصول الیٰ محمدؐ و علیؑ بحقیقۃ معرفتھم او بمعرفۃ حقیقتھم لکن ذٰلک الباب مستور بحجاب وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً ۔

(بحر المعارف صفحہ ۴۴۴)

ہے جس سے تمام آنکھیں ظاہر ہوئیں اور وہ حقیقت ہے جو اس کے ساتھ تمام موجودات کے بداء کی شہادت دیتی ہے جیسا کہ واجب الوجود کی احدیت کی شہادت دی ہے پس عرفاء کا عرفان محمدؐ و علیؑ تک ان کی معرفت کی حقیقت یا حقیقت کی معرفت کے ساتھ پہنچنے میں حیران ہے لیکن یہ دروازہ حجاب کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔ تم کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ مگر بہت ہی کم۔[۱]

# چشمۂ حیواۃ و شرابِ اولیاء

خداوند عالم نے تمام کائنات پر اور انسان کامل پر نظر ڈالی اور فرمایا " لولاک لولاک لما خلقت الافلاک " و نیز فرمایا " وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین " یہ اشارہ اس چشمہ حیات کی طرف ہے جس کے متعلق ارشاد ہے کہ " عین الحیواۃ ھو باطن اسم الحی الذی من تحقق بہ شرب من ماء عین الحیوٰۃ الذی من شربہ لا یموت ابداً لکونہ حیاً بحیواۃ الحی وکل حیّ فی العالم لم یحی بحیوٰۃ ھذا الانسان تکون حیوتہ حیوٰۃ الحق والی ماء ھذا العین " (یعنی چشمۂ حیات اسم حی کا باطن ہے وہ حی کہ جس نے اس کی تحقیق کی اور چشمۂ حیات سے وہ پانی پیا جس کو کوئی پی لے تو پھر اس کے لئے موت نہیں اور وہ حیات حی کے ساتھ زندہ رہے گا۔ ہر حی دنیا میں حیات انسانی کے ساتھ زندہ نہیں رہتا مگر اس کی حیات حق کی حیات ہونے کی وجہ اور اس چشمہ کے پانی کی وجہ) اسی کا ذکر خداوند عالم نے بالفاظ " ومن الماء کل شیٔ حیٍّ فرمایا ہے۔

و نیز ارشاد باری ہوتا ہے " وکان عرشہ علی الماء " یعنی اس کا عرش پانی پر تھا۔ یہ اشارہ اس قول باری کی طرف ہے کہ " عیناً یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیراً (یعنی وہ چشمہ جس سے بندگان خدا پیتے ہیں اور اس کو جاری کرتے ہیں) یہی چشمۂ کافوری اور حوض کوثر کہلاتا ہے۔ جس کے متعلق خداوند عالم فرماتا ہے کہ " ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافوراً (یعنی بیشک ابرار اس کاسہ سے پیتے ہیں جس میں کافور کی آمیزش ہے) اور " انّا اعطینٰک الکوثر " یعنی ہم نے تم کو کوثر عطا کیا۔ حضرت خضر کی نسبت اسی کی طرف ہے کہ انہوں نے اس میں سے ایک قطرہ نوش کیا تھا۔ یہی چشمہ درحقیقت چشمۂ ولایت اور منبع نبوت حقیقی ہے جس کے متعلق حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

---

[۱]: دیگر آئمہ طاہرینؑ کے ارشادات کا اسی طرف اشارہ ہے کہ آل محمدؐ کی معرفت سے جو کچھ ملائکہ کو حاصل ہوا وہ کثیر سے بہت کم ہے۔

اِنَّ لِلّٰہِ شَرابًا لِاَولیآئہٖ اذا شربوا سکروا واذا سکروا طربوا واذا طربوا طابوا واذا طابوا ذابوا واذا ذابوا طلبوا واذا طلبوا وجدوا واذا وجدوا وصلوا واذا وصلوا اتصلوا واذا اتصلوا لا فرق بینہم وبین حبیبہم۔

ترجمہ : بہ تحقیق کہ اللہ کے پاس اس کے اولیاء کے لئے ایک شراب ہے جب وہ اسے پیتے ہیں سکر میں آتے ہیں جب سکر میں آتے ہیں ان میں کیفیت طرب پیدا ہوتی ہے اور جب وہ مطروب ہوتے ہیں طائب یعنی منزہ ہو جاتے ہیں اور جب منزہ ہوتے ہیں تو پگھل جاتے ہیں۔ (یعنی فنا ہو جاتے ہیں) جب وہ فنا ہو جاتے ہیں طلب کرتے ہیں اور جب اس کو طلب کرتے ہیں تو پالیتے ہیں۔ جب اسے پالیتے ہیں تو اس کے قریب ہو جاتے ہیں اور جب اس سے قریب ہوتے ہیں تو اس سے متصل ہو جاتے ہیں اور جب اس سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان کے اور ان کے حبیب کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔

(کلمات مکنونہ ص۷۷، بحر المعارف ص۳۲۴)

# شناسائی نفس

کمیل ابن زیاد نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین مجھے اپنے نفس سے شناسا کرائیے حضرت نے پوچھا کہ کس نفس سے شناسائی چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ مولا کیا نفس بھی متعدد ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اے کمیل نفس چار ہیں اور ان میں سے ہر نفس کی پانچ قوتیں اور دو خاصیتیں ہیں۔

۱ :۔ نفس نامیہ نباتیہ کہ اس سے مراد نفس طبعی ہے۔

۲ :۔ نفس حسیّہ حیوانیہ کہ اس سے مراد نفس حیوانی ہے۔

۳ :۔ نفس ناطقہ قدسیہ اس سے مراد نفس انسانی اور روح قدسی ہے۔

۴ :۔ نفس الٰہیہ ملکوتیہ کلّیہ اس سے مراد نفس ربانی ہے۔

**کمیل** : مولا نفس نباتیہ کیا ہے؟

حضرت امیر المومنین ؑ: یہ ایک قوت ہے جس کی اصل چار طبائع (حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست) ہیں، اس کی پانچ قوتیں ماسکہ، جاذبہ، ہاضمہ، دافعہ اور مربیہ اور دو خواص گھٹنا اور بڑھنا ہیں۔ اس کی ایجاد استقرار نطفہ کے وقت ہوتی ہے اور اس کا مقام جگر ہے اس کا مادہ غذاؤں کا جوہر لطیف ہے اس کے فراق کا سبب ان چیزوں کا اختلاف ہے جو اس کے تولد کا سبب ہوتی ہیں۔ جب یہ مفارقت کرتا ہے تو اپنی اصل سے مل جاتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا۔

کمیل :۔ مولا نفس حیوانیہ کیا ہے؟

حضرت امیر المومنین ؑ : یہ ایک فلکی قوت اور حرارت غریزی ہے۔ اس کی ایجاد ولادت جسمانی کے وقت ہوتی ہے اس کے افعال حیات و حرکت ظلم و جور و غلبہ، اکتساب مال اور دنیاوی خواہشات ہیں اس کی قوتیں سامعہ، باصرہ، شامّہ، لامسہ، اور ذائقہ

بعد و خواص رضا و غضب ہیں۔ اس کا مقام قلب ہے اس کے فراق کا سبب متوالدات کے اختلافات ہیں جب یہ مفارقت کرتا ہے اپنی اصل سے جاملتا ہے۔ اس کی صورت مٹ جاتی ہے اور افعال باطل ہو جاتے ہیں۔ اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے اور ترکیب مضمحل ہو جاتی ہے۔

کمیل :۔ یا امیر المومنین نفس ناطقہ قدسیہ کیا ہے۔

یہ ایک قوت لاہوتی ہے جس کی ایجاد ولادت دینی کے وقت ہوتی ہے اس کا مقام علوم حقیقت دینیہ اس کا مادہ تائیدات عقلیہ ہیں۔ اس کا فعل معارف ربانی ہیں اس کی پانچ قوتیں فکر، ذکر، علم، حلم اور نباہت (بندگی) اور دو خواص زہد و حکمت ہیں یہ مکان و احساس سے منزہ ہے یہ عالم ملکوت سے مائل ایک قوت ہے اور نفوس ملکیہ سے متشابہ ترین شے ہے۔ اس کی جدائی کا سبب آلات کی تحلیل ہے۔ جب یہ مفارقت کرتا ہے اپنی اصل کی طرف عود کر جاتا ہے مگر نہ اس طرح کہ اس میں مل جائے بلکہ اس کی مجاورت اختیار کرتا ہے۔ اس کے لئے انبعاث نہیں۔

کمیل : یا امیر المومنین نفس الٰہیہ ملکوتیہ کلیہ کیا ہے۔

حضرت امیر المومنین :۔ یہ ایک قوت لاہوتی ہے اور جوہر بسیط ہے جو حی بالذات ہے اس کی اصل عقل ہے اور اس کا مبداء اللہ تعالیٰ اور عقل ہے اسی کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ اس کی طرف دلالت اور اشارہ کیا جاتا ہے اور جب یہ کامل ہو جاتا ہے اسی کی طرف عود کرتا ہے۔ کیونکہ تمام موجودات کی ابتداء عقل ہی سے ہوتی اور تمام چیزیں کمال حاصل کر کے اسی کی طرف عود کرتی ہیں اس کی پانچ قوتیں فنا میں بقائیت، شدت میں خوشی، ذلت میں عبرت، تونگری میں فقر اور بلا کے وقت صبر اور دو خواص رضا و تسلیم ہیں۔ پس یہ نفس ذات علیا، شجر طوبیٰ، سدرۃ المنتہیٰ اور جنت ماویٰ ہے جس نے اسے پہچان لیا وہ شقاوت سے بچ گیا اور سرنگوں نہ ہوا اور جو اس سے جاہل رہا۔ اس کی تمام کوششیں باطل ہو گئیں اور وہ گمراہ ہو گیا۔ اس کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ " ونفخت فیہ من روحی " و نیز ارشاد باری ہوتا ہے۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ۔ ان نفوس کے درمیان عقل واسطہ ہے۔

کمیل ، مولا نفس لاہوتیہ اور نفس ملکوتیہ کیا ہیں ؟

حضرت امیر المومنینؑ :۔ نفس لاہوتی ایک قوت لاہوتی ہے جو حی بالذات ہے اس کی اصل عقل ہے اسی سے ہر چیز کی ابتدا ہوئی اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

کمیل : مولا عقل کیا ہے ؟

حضرت امیر المومنین : عقل ایک جوہر ہے جو مدرک کامل ہے اور تمام اشیاء پر ہر جہت سے محیط ہے اور ہر شے سے اس کی ایجاد و تکوین کے پہلے سے عالم ہے پس یہی علت موجودات اور انتہائے مطالب ہے۔

(کلمات مکنونہ صفحہ ۷۳، شرح زیارت جامعہ ج ۳)

# معانی و بیان

امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا کہ یا جابر علیك بالبیان والمعانی. قال قلت وما البیان والمعانی؟ قال قال علی علیہ السلام (یعنی اے جابر تمہیں چاہیئے کہ سمجھیں کہ بیان کیا ہے اور معانی کیا ہے۔ عرض کیا کہ ابن رسول اللہ فرمایئے کہ بیان و معانی کیا ہیں۔ فرمایا کہ ہمارے جد علی علیہ السلام نے فرمایا)

| | |
|---|---|
| اَمَّا الْبَیَانُ فَهُوَ اَنْ تَعْرِفَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ | بیان یہ ہے کہ تو خداوند سبحان کو پہچانے کہ اس کے |
| لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ فَتَعْبُدُهٗ وَلَا تُشْرِكَ | مثل کوئی شے نہیں ہے۔ پس تو اس کی عبادت |
| بِهٖ شَیْئًا وَاَمَّا الْمَعَانِی فَنَحْنُ مَعَانِیْهِ وَ | کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور جانی کے |

## فٹ نوٹ

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے نفس الہیہ کی اصل عقل کو قرار دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ عقل ہے جس کا مقام لاہوت سے بھی بلند ہے۔ جس سے نفس الہیہ شروع ہوتا اور اسی کی طرف دعوت دیتا اور بحالت کمال اسی کی طرف عود کرجاتا ہے۔

حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

" اول ما خلق اللہ العقل وانا العقل "

اس ارشاد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے بعد غور طلب امر یہ ہے کہ نفس الہیہ کلیہ کون ہے۔ اس کی پہلی صفت یہ ہے کہ " منہ بدأت " یعنی اس سے اس کی ابتدا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ففتق منہ نور علی یعنی پھر اس نور سے علیؑ کے نور کو نکال لیا۔ اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ عنہ دعت والیہ دلت واشارت " یعنی یہ نفس اس کی طرف سے دعوت دیتا ہے۔ اور اسی کی طرف دلالت و اشارہ کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت متعلقہ عقل کی ہے اور نفس اسی کی طرف دعوت دینے اور بلانے والا ہے۔ تیسری صفت یہ ہے کہ جب نفس الہیہ اس کی طرف عود کرتا ہے تو پورے کمال اور مشابہت کے ساتھ عود کرتا ہے۔ اس سے نفس اور عقل کی مشابہت تامہ معلوم ہوتی ہے۔ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و علی (علیہ السلام) میں مشابہت تامہ ہے۔ اسی مقام سے دونوں کے نور واحد اور ایک ہونے کا راز کھل جاتا ہے پس عقل محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نفس کلیہ الہیہ علی مرتضٰی علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ زیارت میں السلام علی نفس

"اللّٰہ القائمۃ بالسنن" یعنی سلام ہو نفس خدا پر جو سنن کے ساتھ قائم ہے اس سنن سے شریعت محمدیؐ کی طرف اشارہ ہے۔ اسی نفس الہیہ کو قرآن میں آیت مباہلہ میں نفس رسول کہا گیا ہے۔

نَحْنُ جَنْبُهُ وَيَدُهُ وَلِسَانُهُ وَاَمْرُهُ وَ
حُكْمُهُ وَعِلْمُهُ وَحَقُّهُ اِذَا شِئْنَا شَاءَ اللّٰهُ
وَيُرِيْدُ اللّٰهُ مَا نُرِيْدُ ٥ فَنَحْنُ الْمَثَانِي الَّذِي
اَعْطَانَا اللّٰهُ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَنَحْنُ وَجْهُ اللّٰهِ الَّذِي يَتَقَلَّبُ فِي
الْاَرْضِ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَمَنْ عَرَفَنَا
فَامَامُهُ الْيَقِيْنُ وَمَنْ جَهِلَنَا فَامَامُهُ
السِّجِّيْنُ وَلَوْ شِئْنَا خَرَقْنَا الْاَرْضَ وَصَعِدْنَا
السَّمَاءَ وَاِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَ هٰذَا الْخَلْقِ
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ٥
(غرر الحکم)

معنی یہ ہیں کہ ہم اس کے معانی ہیں اور ہم ہی اس کے پہلو و ہاتھ اس کی زبان اور اس کا امر و حکم ہیں۔ ہم ہی اس کا علم اور اس کا حق (یعنی حقانیت کے عارف) ہیں جب ہم چاہتے ہیں خدا بھی چاہتا ہے اور ہم جو ارادہ کرتے ہیں خدا بھی وہی ارادہ کرتا ہے پس ہم ہی وہ مثانی ہیں جنہیں خدا نے اپنے نبی کو عطا کیا ہے اور ہم ہی وہ وجہ اللہ ہیں جو زمین پر تمہارے درمیان اپنی مرضی سے تصرف کرتے ہیں پس جس نے ہماری معرفت حاصل کی اس کے سامنے یقین ہے اور جو واقف نہ ہوا اس کے آگے سجین ہے اگر ہم چاہیں تو زمین کو شق کردیں اور آسمان پر صعود کر جائیں بہ تحقیق کہ اس مخلوق کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے اور پھر ہم ہی ان کا حساب لینے والے ہیں۔

# اقسامِ روح

کافی میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد منقول ہے کہ:-

ان للانبیاء وهم السابقون خمسة
ارواح روح القدس وروح الایمان وروح القوة و
روح الشهوة وروح البدن وقال فبروح القدس بعثوا
انبیاء وبها علموا الاشیاء وبروح
الایمان عبدوا الله ولم یشرکوا به
شیاء وبروح القوة جاهدوا عدوهم و
عالجوا معاشهم وبروح الشهوة اصابوا
لذیذ الطعام ونکحوا الحلال من شباب
النساء وبروح البدن دبّوا ودرجوا ثم
قال وللمومنین وهم اصحاب الیمین

انبیاء کے لئے جو گروہ سابقین ہیں پانچ روحیں ہیں روح القدس، روح ایمان، روح القوت، روح الشہوت اور روح البدن اور فرمایا کہ انبیاء روح قدس کے ساتھ مبعوث کئے گئے اور انہوں نے اسی کے سبب اشیا کو معلوم کیا اور روح ایمان کے سبب خدا کی عبادت کی اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانا اور روح القوت کے سبب اپنے دشمنوں سے جہاد کیا اور معاش کی تدبیر کی اور روح شہوت کے سبب لذت طعام حاصل کی اور جوان عورتوں سے نکاح حلال کیا اور روح بدن کے سبب چلتے پھرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ آخری چار روحیں

الاربعة الآخرة وللكفار وهم اصحاب الشمال الثلثة الاخيرة

(کلمات مکنونہ صہ ۶۶)

مومنین کے لئے ہیں جو اصحاب یمین (اصحاب علیؑ) کہلاتے ہیں اور آخری تین روحیں کفار کے لئے ہیں جو اصحاب شمال ہیں۔

۲۔ اصول کافی میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر روح کے متعلق سوال کیا کہ آیا وہ جبرئیل نہیں ہے۔

حضرت نے جواب دیا کہ:

جبرئیل من الملائكة الروح غير جبرئيل فكرر ذلك على الرجل فقال له لقد قلت شيئا عظيما من القول ما احد يزعم ان الروح غير جبرئيل فقال عليه السلام۔ انك ضال و تروي عن اهل الضلال يقول الله عزوجل لنبيه اتى امر الله فلا تستعجلوه سبحانه و تعالى عما يشركون ينزل الملائكة بالروح من امره على من يشاء من عباده فالروح غير الملئكة

(کلمات مکنونہ)

جبرئیل ملائکہ سے ہیں اور روح غیر جبرئیل ہے۔ حضرت نے مکرر یہی فرمایا اس وقت وہ شخص کہنے لگا کہ آپ تو بہت بڑی بات کہہ رہے ہیں کوئی شخص ایسا نہیں جو روح کو جبرئیل کے علاوہ سمجھتا ہو۔

پس حضرت نے فرمایا کہ تو گمراہ ہے اور گمراہوں سے روایت کرتا ہے خداوند تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے ارشاد فرمایا کہ امر خدا آگیا ان لوگوں سے کہو کہ تم بے صبری نہ کرو خدا اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک ہو۔ وہ ملائکہ کو روح کے ساتھ جو اس کے عالم امر سے ہے اپنے جس بندہ پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے تاکہ وہ روز قیامت سے ڈرائے پس روح ملائکہ سے نہیں ہے۔

## آئمہ طاہرین کی منزلت

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:۔

۱۔ نزهونا عن الربوبية وارفعوا عنا حظوظ البشرية يعني الحظوظ التي تجوز عليكم فلا يقاس بنا احد من الناس فانا نحن اسرار الالهية المودعة في الهياكل البشرية وكلمة الربانية الناطقة في الاجساد الترابية وقولوا

ہم کو ربوبیت سے پاک رکھو اور صفات بشری سے بلند رکھو یعنی ان صفات سے جو تمہارے لئے جائز ہیں پس ہم میں سے کسی ایک کے لئے بھی لوگوں کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بہ تحقیق ہم اسرار الہٰی ہیں جو ہیئت بشریہ میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ اور خاکی اجساد میں ہم پروردگار کے کلمات

ما استطعتم فان البحر لا ينزف وسر الغيب لا يعرف وكلمة الله لا توصف ۃ

(بحر المعارف ص۴۵۵ ، کلمات مکنونہ ص۱۶۹

ناطق ہیں پھر جتنی تمہاری استطاعت ہو (ہماری فضیلت) کہہ لو۔ پس بہ تحقیق کہ سمندر خشک نہیں ہوتا غیب کے اسرار پہچانے نہیں جا سکتے اور خدا کے کلمات کی توصیف نہیں کی جا سکتی۔

۲۔: انّی من احمد بمنزلة الضوء من الضوء كنّا ظلالاً تحت العرش قبل خلق البشر وقبل خلق الطينة التي منها البشر اشباحاً لا اجساماً نامية انّا امرنا صعبٌ مستصعبٌ لا لا يعرف كنهه الاّ ثلثة ملك مقرب اونبيٌ مرسلٌ اومومن امتحن الله قلبه للايمان فاذا انكشف لكم سرّه ووضح لكم امره فاقبلوه والاّ فامسكوا تسلّموا وردّوا اعلمنا الى الله فانكم اوسع مابين الارض والسماء ۃ

(بحر المعارف ص۲۶۳)

بہ تحقیق کہ میں احمدؐ سے ضو سے ضو کی منزلت پر ہوں خلقت بشری اور اس طینت کی خلقت سے پہلے کہ جس سے بشر کی خلقت ہوئی ہم دونوں عرش کے تحت ظلال تھے اور نامیاتی اجسام کی شکل میں نہ تھے بلکہ اشباح تھے بہ تحقیق کہ ہمارا امر دشوار اور دشوار تر ہے اس کی کنہ کو سوائے تین کے یعنی ملک مقرب نبی مرسل یا اس مومن کے جس کے قلب کا خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان لے لیا ہو اور کوئی پہچان نہیں سکتا پس جب تم پر کوئی راز منکشف ہو اور اس کا امر واضح ہو اس کو قبول کر لو اس سے متمسک رہو اور تسلیم کر لو یا اللہ کی طرف ہمارے علم کو رجوع کر دو بہ تحقیق کہ تم اس سے متمتع ہو گئے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

۳۔: واللّٰه لقد خلفني في امة وانا حجة الله عليهم بعد نبيهم وانّ ولايتي لتلزم اهل السماء كما تلزم اهل الارض وانّ الملئكة لتتذاكر فضلي وذلك تسبيحها عند الله ۃ

(بحر المعارف ص۴۲۸)

خدا کی قسم کہ مجھے امت پر خلیفہ بنایا گیا ہے اور نبیؐ کے بعد میں ان پر حجت خدا ہوں اور بہ تحقیق کہ میری ولایت اہل آسمان پر اسی طرح لازم کی گئی ہے جیسا کہ اہل زمین پر اور بیشک ملائکہ میری فضیلت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور خدا کے پاس یہی ان کی تسبیح ہے۔